وَلَو كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ القَلبِ لَانفَضُّوا مِن حَولِكَ

اور اگر کہیں تم تند خو اور سنگ دل ہوتے تو یہ سب تمہارے گرد و پیش سے چھٹ جاتے۔ آل عمرٰن ۳: ۱۵۹

اپنی شخصیت کو

خوش گوار بنائیے

اپنی باتوں سے

اپنے رویوں سے

لوگ

آپ سے بھاگیں نہیں

آپ کے گرد جمع ہوں

(خیر خواہ)

کعبۂ مقصود

مولانا عبدالماجد دریابادی

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکاً وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ٥ (اٰل عمرٰن ۳: ۹۶) یقیناً پہلا گھر جو انسانوں کی عبادت کے لیے مقرر کیا گیا وہ وہی ہے جو بکہ (مکہ) میں ہے۔ برکت دیا گیا اور جہانوں کے لیے ہدایت۔

اللہ اکبر! یہ کون سا گھر سامنے ہے؟ نگاہیں کس گھر کی دیواروں کی بلائیں لے رہی ہیں؟ یہی تو وہ گھر ہے جس کی بابت کہا گیا ہے "دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا"۔ روئے زمین پر سب سے پہلا عبادت خانہ! صدی دو صدی کی تعمیر نہیں، دو ہزار چار ہزار برس کی عمارت نہیں، دنیا کا سب سے پہلا عبادت خانہ! کون سی تاریخ اس وقت کا پتا بتا سکتی ہے؟ کس نسل انسانی کا حافظہ وہ زمانہ یاد رکھ سکتا ہے؟ جس گھر کی بنیادیں خود آدم علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہوں، بنی آدم میں کون اس وقت کی یاد اپنے حافظے میں رکھ سکتا ہے؟

اللہ اللہ! اس طویل اور بے حساب مدت میں، اس ناقابل پیمائش عرصے میں، کتنے عبادت خانے بنے اور بگڑے، کتنے مندر تعمیر ہوئے اور کھدے، کتنے گرجے آباد ہوئے اور اجڑے، کیسے کیسے انقلاب زمین نے دیکھے اور آسمان نے دکھلائے، بلندیاں پست ہوئیں، پستیاں بلند ہوئیں، بابل مٹا، مصر مٹا، چین مٹا، ہندستان مٹا، ایران مٹا، یونان مٹا، رومہ مٹا، خدا معلوم کتنے ابھرے اور ابھر کر مٹے، کتنے بڑھے اور بڑھ کر گھٹے، پر ایک عرب کے ریگستان میں خاک اور ریت کے سمندر میں، چٹانوں اور پہاڑیوں کے وسط میں، وادیوں اور گھاٹیوں کے درمیان یہ سیاہ چوکور گھر، جسے نہ کسی انجینیر نے بنایا نہ کسی مہندس نے، جوں کا توں کھڑا ہوا ہے! صدہا طوفان، ہزارہا انقلابات، بے شمار زلزلے آئے اور گزر گئے اور اس پاک اور پیارے گھر کو نہ کوئی ابرہہ مٹا سکا، نہ کوئی زار نکولس اور نہ کوئی گلیڈ اسٹن! جو اسے مٹانے کو اٹھا وہ خود مٹ گیا اور اللہ کے گھر میں اللہ کی جو عبادت آدم علیہ السلام اور حوّا نے کی تھی، وہی آج آدمؑ کے فرزند اور حوا کی بیٹیاں کر رہی ہیں! مُبٰرَکاً کی تفسیر میں بہت سے اقوال لائے گئے ہیں لیکن اس کھلی ہوئی برکت، اس مشاہد و محسوس

برکت کے بعد کسی اور تفسیر کی ضرورت باقی بھی رہتی ہے؟

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ "سب سے پہلا عبادت خانہ" رومی مورخ ہیروڈوٹس نے اعتراف کیا کہ اس سے قدیم تر کوئی معبد نہیں ملتا۔ ڈوزی نے بھی یہی کہا۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا والوں نے اس کی قدامت تسلیم کی، میور تنقید کے لیے اٹھا لیکن رومی مورخ کی تائید کے سوا اور کچھ نہ کہہ سکا۔ مارگولیس اسلام کی عداوت کے نشے میں سرشار، لڑکھڑاتا ہوا آگے بڑھا، لیکن اس کی ہذیان سرائی خود اس کے پیشے والوں اور قبیلے والوں سے داد نہ حاصل کر سکی، اور حق کا کلمہ جہاں تھا وہیں قائم رہا۔ مومنوں کے ایک سردار علی مرتضیٰ ؓ نے جو کچھ کہا تھا: كَانَتِ الْبُيُوتُ قَبْلَهٗ وَلٰكِنَّهٗ اَوَّلُ بَيْتٍ وُضِعَ لِعِبَادَةِ اللّٰهِ (ابن ابی حاتم) منکروں اور دشمنوں کو بھی وہی کہنا پڑا۔ اور پھر اس سردار کے سردار ؐ نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ بیت الحرام کی تعمیر بیت المقدس سے بھی چالیس سال قبل ہوئی، کون اس سے انکار کی مجال رکھتا ہے؟ اول بیت بھی یہی ہے اور آخر بیت بھی یہی۔ سب سے پہلا عبادت خانہ بھی یہی اور سب سے آخری عبادت خانہ بھی یہی۔ تعمیر اس وقت ہوا جب دنیا کی تعمیر ہوئی اور جس وقت یہ مٹے گا سارا کارخانہ حیات بھی مٹ کر رہے گا۔ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ کی اس سے زیادہ صاف، واضح اور روشن تفسیر اور کیا ہو گی؟ گھر بھی آخر کس کا ہے؟ مکان کی نسبت بھی آخر کس مکین کی جانب ہے؟ اللہ کا گھر، بے جسم و بے نشان والے کا گھر، رب السموات والارض کا گھر، بیت اللہ! روئے زمین کے سارے طول و عرض میں کوئی اور گھر بھی، کہیں اور کبھی اس نام سے پکارا گیا؟

دیویوں کے مٹھ کتنے بنائے گئے، دیوتاؤں کے مندر کتنے سجائے گئے، بتوں کی پوجا کے لیے کیسے کیسے کلس دار شوالے سنوارے گئے اور آج بیسویں صدی کے دور جاہلیتہ الاخریٰ میں آرٹ اور سائنس کی دیویوں اور تہذیب و تمدن کے دیوتاؤں کی پوجا کے لیے، کالجوں اور یونی ورسٹیوں اور آرٹ اکیڈمیوں کے نام سے کتنے بت کدوں اور صنم خانوں کی اونچی اونچی تعمیریں کہاں اور کس حصہ زمین میں نہیں ہو رہی ہیں؟ بے شمار بُت ہیں اور بے شمار ہی بت کدے۔ لیکن وہ جو ایک اکیلا ہے، واحد اور احد ہے، یکتا اور لاشریک لہ ہے، ذرا شان توحید کا پرتو دیکھنا، اس کا مکان بھی اس عالم آب و گل میں صرف ایک ہے۔ تاریخ کے اوراق الٹ ڈالو، جغرافیے کی مدد سے اس وسیع و فراخ سطح زمین کا چپہ چپہ چھان ڈالو، بیت اللہ کے نام کی صرف یہی ایک عمارت ملے گی! اور پھر گھر بھی کیسا گھر؟ کس صفت کا گھر؟ هُدًى لِّلنَّاسِ، ساری دنیا کے لیے ہدایت رکھنے والا۔ اس کے انوار، اس کے برکات، اس کے فیوض اور اس کی ہدایات کسی ایک زمانے کے لیے، کسی ایک ملک کے لیے مخصوص نہیں، زمان کے قیود اور مکان کے حدود سے آزاد، جب اور جہاں جس کا جی چاہے اس سے فیض حاصل کرے۔ دعوے کا ثبوت الگ رہا، نفس دعویٰ بھی دنیا کے کسی دوسرے مکان نے پیش کیا ہے؟ کسی مکان سے اب تک یہ صدا بلند ہوئی ہے کہ میری تعلیمات ساری دنیا

کے لیے ہیں؟ دنیا میں بڑے بڑے مقنن اور قانون ساز آئے، بڑے بڑے مصلح آئے، کامل آئے، ولی آئے، نبی آئے، پیام لے کر آنے والے آئے، کسی نے بنی اسرائیل کے گلّے کی بھٹکی ہوئی بھیڑوں کو راہ دکھائی، کسی نے شام میں توحید کی منادی کی، کسی نے مصر میں حق کی دعوت پہنچائی، کسی نے ہندستان میں وعظ کہے، لیکن بلا تفریق و تخصیص، ہر قوم اور ہر ملک اور ہر زمانے کے لیے پیام ہدایت نہ کسی مندر سے سنا گیا، نہ کسی پارلیمنٹ سے، نہ کسی سینیٹ ہال سے، نہ کسی چیمبر آف ڈپوٹیز سے۔ ہاں کل کائنات کے لیے، عالم و جاہل کے لیے، مشرقی و مغربی کے لیے، گورے اور کالے کے لیے یکساں پیام تسلی بجز اس گھر کے اور کہاں سے سنا گیا؟ پیام سنانے والے نے پیام سنا دیا، مکین نے مکاں کی طرف سے دعوے کا اعلان کر دیا، جن کی آنکھیں ہیں بحمد اللہ وہ آج بھی دیکھ رہے ہیں، اور جنھوں نے اپنی آنکھیں پھوڑ رکھی ہیں وہ کل دیکھیں گے کہ ہدایت و روحانیت، تصفیہ قلب و تزکیہ نفس، باطن کی پاکیزگی اور ظاہر کی آراستگی کا سرچشمہ اسی مکان سے پھوٹ کر ابل رہا ہے، اور قیامت شروع ہو جانے تک برابر ابلتا رہے گا!

مکانات لکھوکھا کے خرچ سے دنیا میں کتنے بن چکے۔ بادشاہوں کے محل بھی اور وزیروں کی کوٹھیاں بھی، رئیسوں کی حویلیاں بھی اور نوابوں کے دیوان خانے بھی، سب مٹ گئے، خاک سے بلند ہوئے تھے اور خاک میں مل گئے۔ ساسانیوں کی عشرت گاہیں اور رومیوں کے حمام کہیں باقی ہیں؟ پرتھی راج کے محل اور تیمور کے قصر و ایوان آج کیوں نظروں سے غائب ہو گئے۔ آپ کہیں گے کہ آخر آگرہ میں تاج محل اور فرانس میں ایفل ٹاور تو بہرحال موجود ہیں، لیکن اول تو دو چار صدی کی مدت بھی کوئی مدت ہے؟ اور پھر بڑی بات یہ کہ موجود محض اس حیثیت سے ہیں جیسے کہ لڑکوں کے کھلونے اور لڑکیوں کے گھروندے موجود رہتے ہیں۔ بجز ایک سیر و تماشا اور دل بہلاوے کے ان کی کوئی اور حیثیت ہے؟ تاج محل اور ایفل ٹاور کی عزت و احترام، تقدیس، کسی کے دل میں ہے؟ ایک طرف وہ لاکھوں روپے کا اینٹ اور چونا کھائے ہوئے لق و دق کھنڈر ہیں اور دوسری طرف یہ ہر تکلف و تصنع سے معریٰ، سادہ اور ستھرا اللہ کا گھر ہے۔ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا، بے اندازِ مدت سے قائم! اور بے شمار عقیدتوں اور تعظیموں کا مرکز! لاکھوں ہر سال آتے ہیں، چومتے ہیں اور آنکھوں سے لگاتے اور طواف کرتے اور سجدہ کرتے، روتے اور گڑگڑاتے، جھکتے اور گرتے، لاکھوں آتے ہیں اور ہر سال آتے رہتے ہیں۔

کچھ یاد ہے کہ آدم علیہ السلام کے زمانے کے بعد، اس کی تعمیر کی تجدید اولاد آدم میں سے کس نے کی ہے؟ اپنے ہاتھوں میں پتھر اور گارا لے کر کس نے اس کی دیواریں بلند کی ہیں؟ اللہ کے اس گھر کا معمار کون تھا! بادشاہوں کے محل تعمیر ہوتے ہیں تو بڑے بڑے کاری گر اور مہندس بلائے جاتے ہیں، گورنمنٹ ہاؤس تیار ہونے لگتے ہیں تو نامور انجینئروں کی قسمت جاگ جاتی ہے، اللہ کے گھر کی تیاری کے لیے اپنے

سر پر بھاری بھاری پتھر کس نے لادے؟ اپنے ہاتھ چونے اور مٹی کے گارے میں کس نے سانے؟ عرب کی چلچلاتی ہوئی دوپہروں میں ریگستانوں کی لُو کی لپٹوں میں بغیر روپے اور پیسوں کی مزدوری کے لالچ کے کس مزدور نے اپنے گوشت پوست کو جلایا، تپایا، جھلسایا؟ کون بندہ جواب دے۔ بندوں کا خالق، اس گھر کا مالک خود اپنی زبان سے اپنے گھر کے مزدور اور اس مزدور کے نور نظر کا نام چاؤ اور پیار سے لیتا ہے: وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهِمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ط (البقرہ ۲: ۱۲۷) اور جب ابراہیم اس گھر کی بنیاد اٹھا رہے تھے اور اسماعیل بھی!

مزدور جب کام کرتے ہیں اکثر کچھ گنگناتے جاتے ہیں، اللہ کے مزدور بھی جس وقت کام کر رہے تھے تو اپنی زبانوں پر مہریں نہیں لگائی تھیں۔ جس کا گھر بنا رہے تھے اسی سے کچھ مانگتے بھی جاتے تھے، ہاتھ اگر تعمیر بیت میں مشغول تھے تو دل یادِ ربّ البیت میں۔ دل میں کسی کی یاد تھی تو زبان پر کسی کا نام! عاجزی تھی اور بندگی، مسکنت تھی اور تذلل۔ پتھر پر پتھر جوڑتے جاتے تھے اور دل کے سوز و گداز کے ساتھ چشم اشکبار کے ساتھ زبانیں اس ذکر میں مشغول تھیں: رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ (البقرہ ۲:۱۲۷) اے ہمارے رب! ہماری یہ خدمت قبول فرما۔ بے شک تو تو سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے (تجھ پر تو ہماری زبان کا قال بھی روشن اور دل کا حال بھی عیاں ہے)۔

العظمۃ لِلّٰہ! اللہ پر قربان ہونے والوں، اللہ کے خلیل کہلانے والوں کی یہ شان ہوتی ہے! اپنے کو مٹا چکے ہیں، مٹا رہے ہیں، پھر بھی دھڑکا یہی لگا ہوا ہے کہ اپنے کو مٹانا بھی قبول ہوتا ہے یا نہیں!

آپ کہتے ہیں کہ بے شک اس گھر کا سا کوئی دوسرا گھر دنیا میں نہیں لیکن خدارا یہ تو بتایئے کہ اس گھر کے سے مزدور بھی دنیا کے کسی گھر کو ملے؟ قربان اس گھر کے مالک کے، قربان اس گھر کے مزدوروں کے۔ بیت المقدس کو سلیمان علیہ السلام نے بنوایا اور جنوں سے بنوایا، لیکن اس مقدس گھر کو دیکھنا، اس کے مزدور سلیمان علیہ السلام کے تابع و محکوم جنات نہ تھے، وہ تھے جو خود سلیمان علیہ السلام کے بزرگوں کے بزرگ اور ان کے اجداد کے جد تھے! دنیا کے کس مزدور نے وہ مزدوری مانگی، جو بیت اللہ کے مزدوروں نے مانگی! اور کس کو وہ مزدوری ملی جو بیت اللہ کے مزدوروں کے حصے میں آئی؟ مزدوری کی طلب تنہا اپنے لیے نہ تھی، ہمارے لیے تھی، آپ کے لیے تھی، ان سب کے لیے تھی جو آج اپنی کوئی نماز اللہ کے مقدس گھر کے اس مقدس مزدور پر درود بھیجے بغیر ختم نہیں کرتے اور نہیں کر سکتے: رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ص وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ج اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ط ۝ (البقرہ ۲: ۱۲۸) اے ہمارے رب! ہم دونوں کو اپنا فرماں بردار بنا اور ہماری اولاد سے ایک اُمت اپنی فرماں بردار بنا اور ہمیں ہمارے حج کے اعمال بتا اور ہم پر رحمت سے توجہ فرما، اور تو بے شک رحمت سے بڑا توجہ کرنے والا